کثرتِ طلاق

اسباب اور علاج

محمد عبدالمبین نعمانی قادری

فکر امروز

کثرتِ طلاق

اسباب اور علاج

محمد عبدالمبین نعمانی قادری

آج کے معاشرے میں طلاق کی کثرت نے جو ادھم مچائی ہے، اس سے معاشرے کا ہر فرد متاثر اور متفکر ہے۔ کہتے ہیں کہ آج کا دور علم اور سائنس کا دور ہے، علم پھیل رہا ہے اور جہالت دور ہو رہی ہے، دنیاوی اعتبار سے یہ بات صحیح ہو تو ہو دینی لحاظ سے صحیح نہیں معلوم ہوتی، کیوں کہ مال و دولت اور دنیاوی علوم وفنون میں جس قدر ترقی ہوتی جا رہی ہے، اسی قدر دین اور علم دین سے دوری بھی بڑھتی جا رہی ہے۔ جس کے نتیجے میں مسلمان دین سے نابلد، احکام شریعت سے ناواقف، اور خوف و خشیت خداوندی سے عاری ہوتے جا رہے ہیں۔ آخرت کا اور حساب وکتاب کا خوف تو گویا کوئی چیز ہی نہیں، بس دین کا نام زندہ ہے، اس کی گہرائیوں میں جانے کی کسی کو فرصت نہیں، دین کی نزاکتوں کو جانتے نہیں، علماے دین اور صلحائے امت کی صحبتوں سے کوئی سروکار نہیں، خانقاہوں میں تربیت کا فقدان ہے اور شاذ و نادر کے طور پر اگر کسی خانقاہ میں درس وتربیت اور ارشاد وہدایت کا کام ہو رہا ہے تو اس کی طرف عامۃ المسلمین کی توجہ نہیں۔ اخبار پڑھنے کی فرصت ہے، ٹی وی دیکھنے کے لیے وقت ہے، ہوٹلوں میں گھنٹوں گزار دینا آسان ہے، تفریح گاہوں سے بھی دل بہلائے جا رہے ہیں، ایسے حالات میں معاشرے کا کیا ہوگا، کون سی کل اس کی سیدھی رہ پائے گی؟ یہ کہنے کی بات نہیں۔ نتیجے کے طور پر حقوق کی پامالی عام ہے، گھر گھر میں لڑائی جھگڑے کی فضا قائم ہے۔ گھر سے لے کر باہر تک ہر طرف مطلق العنانی اور بے ادبی کا دور دورہ ہے۔ اکابر اور بزرگوں کی قدر جیسی ہونی چاہیے بہت تیزی سے رخصت ہو رہی ہے، میاں بیوی کے تعلقات بھی روز بروز خراب سے خراب ہوتے جا رہے ہیں، جب کہ شادی بیاہ کی رسموں اور فضول اخراجات میں اضافہ ہی ہوتا جا رہا ہے، کاش ذرا توجہ اس طرف بھی ہوتی کہ لڑکوں اور لڑکیوں کو دین آشنا بنایا جاتا، حقوق وفرائض سے انھیں آگاہ کیا جاتا، دینی اور اخلاقی ماحول میں ان کی پرورش کی جاتی، اسلام کیا ہے؟ ان کو اچھی طرح سمجھایا جاتا۔

آج کا نوجوان طبقہ دنیاوی رنگ رلیوں میں تو خوب آگے بڑھتا نظر آ رہا ہے انگریزی تعلیم میں ہی نہیں انگریزی تہذیب میں بھی ترقی کر رہا ہے۔ مگر دینی تقاضوں سے بالکل نابلد ہے، شادی تو خوب دھوم دھام سے ہوتی ہے، مگر زندگی گزارنے کا طریقہ کیا ہے، میاں بیوی کے حقوق وفرائض کیا ہیں ان سب باتوں سے اسے سروکار نہیں ہوتا۔ نہ ہی والدین کی تربیت ایسی ہوتی ہے کہ نوجوان نسل دین کے ضروری مسائل سے واقف ہو سکے، نکاح تو کسی طرح قاضی صاحب پڑھا دیتے ہیں۔ مگر جہاں تعلقات خراب ہوئے اور طلاق کی نوبت آ پہنچی تو پھر شوہر نامدار بے سوچے سمجھے تین طلاقیں داغ دیتے ہیں اور پھر فوراً ہی وہی بیوی انھیں بھانے لگتی ہے، اور علما کے پاس پہنچ جاتے ہیں۔ مفتی صاحب! کوئی شکل نکالیے، میں بیوی کو تین طلاق دے چکا ہوں، اب مفتی صاحب کیا کر سکتے ہیں سوائے یہ کہ حلالے کی شکل بتا دیتے ہیں، حلالہ کا نام سنتے ہی چہرے پر اداسی پڑ جاتی ہے، چاہتے ہیں کہ بغیر حلالہ ہی کے دوبارہ بیوی ہاتھ آ جائے۔ کاش یہ نوجوان طبقہ سوچ کر طلاق دیتا یا دینا ہی تھا تو صرف ایک ہی طلاق دیتا، تاکہ پچھتاوے کے بعد دوبارہ بیوی نکاح میں آ سکے۔ لیکن برا ہو جہالت کا انھیں معلوم ہی نہیں کہ طلاق کے بارے میں اسلام کا قانون کیا ہے؟ افسوس دنیا کا ہر کام کرنے سے پہلے آدمی ہزار بار سوچتا ہے، اس کے عواقب ونتائج پر غور کرتا ہے، بسا اوقات دوست احباب اور گھر والوں سے مشورہ لیتا ہے، حتی کہ نکاح سے قبل بھی تحقیق وتلاش میں بھی ایک لمبا عرصہ گزارتا ہے تب

کہیں نکاح اور شادی کی نوبت آتی ہے، لیکن طلاق دیتے وقت اپنی شریک حیات اور جیون ساتھی کو جدا کرتے اور اس کے رشتہ محبت کو قطع کرتے وقت ذرا بھی غور وفکر کی زحمت گوارا نہیں کی جاتی، اپنے کسی مخلص سے مشورہ نہیں لیا جاتا، میں سمجھتا ہوں عورت پر تو یہ ظلم ہے ہی ساتھ میں اپنی زندگی کو بھی تباہی کے دہانے پر پہنچانے کے مترادف ہے۔ اکثر طلاق دینے والوں کی زندگیاں بے لطف نظر آتی ہیں، ان کی آل اولاد بھی مایوسی کا شکار ہوکر رہ جاتی ہے۔ پاس پڑوس میں جو بے عزتی ہوہوتی ہے وہ الگ ہے، اکثر گھر والے بھی مبغوض نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ اسی کو کہتے ہیں "خود کردہ را علاج نیست" اور اپنے پاؤں پر خود کلہاڑی مارنا۔

اسلام نے طلاق کو ضرورت کے وقت استعمال کرنے کی اجازت دی ہے اور وہ بھی ایک اصول اور قانون کے مطابق اگر اس پر عمل کیا جائے تو یہ ساری خرابیاں جو طلاق کے ضمن میں پیدا ہوتی ہیں، ان کا خاتمہ آسان ہو۔

آدمی کے اندر مروت اور ہمدردی کا جذبہ ہو تو ضرور سوچے کہ آخر جو ہماری شریک حیات ہے جس نے اپنا گھر بار، رشتہ ناطہ سب چھوڑ کر شوہر کی ہوکر رہ گئی ہے وہ بھی ہمدردی وغم گساری کی مستحق ہے، اگر طلاق ہی دینا ہے تو ایسا رویہ کیوں نہ اپنایا جائے جس میں طلاق بھی ہوجائے اور ماحول بھی نہ بگڑنے پائے، پھر دونوں یا ایک کو پچھتاوا ہو تو دوبارہ گرہ میں بندھ سکیں اور پھر سے تعلقات ہموار ہوسکیں۔ کتنی عورتوں کو دیکھا جاتا ہے کہ اپنے جوان بچوں کو چھوڑ کر انھیں میکے کی راہ لینی پڑتی ہے، اور اگر بچے ناسمجھ ہیں تو ان کی زندگی اور بھی اجیرن ہوکر رہ جاتی ہے۔ گویا طلاق اپنے بچوں پر بھی ظلم ہے کیوں کہ باپ کبھی بھی بچوں کو ماں کا پیار نہیں دے سکتا اور نہ ہی دوسری ماں حقیقی ماں کی طرح بچوں سے محبت کرسکتی ہے۔

اسلام نے بوقت ضرورت مرد کو جو طلاق کی اجازت دی ہے اس کے شرائط ہیں کہ طہر (پاکی کی حالت) میں ہوا اور صرف ایک طلاق ہو، رجعی یا بائن، لیکن غصے میں اور جہالت کی وجہ سے اکثر ہمارے مسلم بھائی ایک ساتھ تین طلاقیں داغ دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اس میں کوئی حرج نہیں، طلاق اگرچہ تین بار واقع ہوجاتی لیکن یہ حرکت سراسر خلاف شرع اور گناہ ہے۔ اس کی سب سے بڑی خرابی تو یہی ہے کہ اکثر طلاق دہندہ خود طلاق کے بعد پشیماں وشرمندہ ہوتا ہے اور پھر اپنی اس بیوی کو رکھنے کا ارادہ کرلیتا ہے جس کی وجہ سے حلالہ جیسی گھنونی شکل سامنے آتی ہے۔ اگر ایک طلاق رجعی دی جاتی تو بیوی کو دوبارہ لوٹانے کا حق باقی رہتا۔ نہ رکھنا چاہتا تو عدت گزار کر بیوی کسی دوسرے شوہر سے نکاح کرلیتی، اور طلاق کا مقصد علاحدگی بھی حاصل ہوجاتا اور اگر ایک طلاق بائن دی ہوتو اس کا حکم یہ ہے کہ عدت کے اندر یا بعد دوبارہ اسی شوہر سے نکاح جائز ہے، جس میں دونوں کی رضامندی بہر حال ضروری ہے۔ البتہ رجعی کی صورت میں عدت کے اندر بغیر بیوی کی مرضی کے بھی رجعت جائز ہے۔ اور اگر عدت گزر گئی رجعت نہیں کیا تو بائن کی طرح صرف دوبارہ نکاح کی ضرورت پڑے گی، حلالہ کی صورت پیش نہیں آئے گی۔ اور اس نکاح میں بھی دونوں کی رضا مندی ضروری ہے۔

یہاں یہ غلط فہمی بہت عام ہے بلکہ اچھے خاصے پڑھے لکھے حضرات بھی اس کا شکار ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ ایک طلاق سے کچھ نہیں ہوتا جب تک تین نہ دی جائے حتی کہ خلع کی صورت میں بھی اکثر تین طلاق کا مطالبہ کیا جاتا ہے جو قطعاً درست اور جائز نہیں، خلع میں ایک ہی طلاق بائن ہوجاتی ہے رجعت کی اجازت نہیں رہتی البتہ دونوں راضی ہوں تب بھی دوبارہ نکاح ہوسکتا ہے، لوگ غلطی سے یہ سوچتے ہیں کہ ایک طلاق بائن کے بعد شوہر رجوع کرلے گا، پھر علیحدگی کا مقصد پورا نہ ہوگا۔ یہ سراسر غلط فہمی اور جہالت ہے، بائن طلاق کے بعد شوہر کو رجعت کا حق ہی باقی نہیں رہتا، اب عدت گزر جائے تو عورت کسی اور سے نکاح کرسکتی ہے۔ ہاں! اسی سابق شوہر سے اگر نکاح کرنے پر اتفاق ہوجائے تو اس میں عدت کی قید نہیں قبل عدت بھی نکاح ہوسکتا ہے۔ اور بعد عدت بھی، اس میں شوہر کو اپنی طرف سے جبر کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ نکاح جب بھی ہوگا دونوں کی رضامندی ہی سے ہوگا۔

خلع کے وقت اکثر پنچایت کی نوبت آتی ہے، تو دین کے احکام ومسائل سے ناواقف پنچ حضرات بھی پورے اصرار سے تین طلاق دلواتے ہیں اور نہیں جانتے کہ ایسی صورت میں عورت مرد اور ساتھ ہی پنچایت............

کے تمام شرکا بھی گنہ گار ہوتے ہیں، یہ مفت کا گناہ مول لینا کتنی بڑی بے وقوفی ہے ہر عقل مند کو سوچنا چاہیے اور آئندہ بچنے کی کوشش کرنی چاہیے، اسی کو کہتے ہیں "گناہ بے لذت" جب ایک طلاق سے عورت علاحدہ ہوجاتی ہے تو پھر تین طلاق کا گناہ سر پر لینا چہ معنی دارد؟ اس بات کو عوام الناس کے ذہنوں میں بیٹھانا اور عام کرنا ضروری ہے۔ جلسوں، کانفرنسوں اور جمعہ کے بیانات میں بھی اس موضوع پر روشنی ڈالی جانی چاہیے تا کہ اس لعنت کا معاشرے سے خاتمہ ہو، غصے میں طلاق ہوتی ہے تو اس میں آدمی سوچتا بھی نہیں اور شرعی مسئلہ بھی نہیں جانتا، اس لیے ایسی غلطی اکثر ہوجاتی ہے، لیکن پنچایت میں جب کہ عالی دماغ لوگ تلاش کر کے لائے جاتے ہیں اور جو کچھ طے ہوتا ہے وہ سمجھ بوجھ کر غور وفکر کے بعد ہوتا ہے پھر اس میں تین طلاق پر اصرار کرنا بہت ہی عجیب ہے۔ میں سمجھتا ہوں علمائے کرام اور ائمہ مساجد اگر اس موضوع پر صحیح مسئلہ کو بار بار بتاتے رہیں تو عوام ضرور اصلاح کی طرف مائل ہوں گے، اور پنچ لوگ تو ضرور ہی سنبھل جائیں گے اور اپنے سروں پر گناہ کا بوجھ لینا چھوڑ دیں گے۔

اسلام نہایت پاکیزہ مذہب ہے اس کا ہر قانون عامۃ المسلمین کی فلاح وصلاح یعنی بھلائی کے لیے ہے، آدمی غلطی خود کرتا ہے، قانون جاننے کی کوشش بھی نہیں کرتا، پھر الزام اسلام کو دیتا ہے یہی وجہ ہے غیر مسلم لوگ بھی ہمارے یہاں طلاق کی کثرت اور اس کے سبب پائی جانے والی خرابیوں کو دیکھ کر چیں بہ جبیں ہوتے ہیں، اور اسلام کو برا بھلا کہنے لگتے ہیں، ان کا اس میں کیا قصور کہا جائے جب اسلام کا نام لینے والے خود ہی ابھی نہیں جانتے کہ اس سلسلے میں اسلام کا کیا قانون ہے، دوسرے تو ناواقف محض ہیں وہ اگر اعتراض کریں تو چنداں تعجب نہیں، طلاق کے ضروری مسائل کے لیے مندرجہ ذیل کتب کا مطالعہ کریں:

① بہار شریعت حصہ ہفتم (۷)۔ ② قانون شریعت ③ تین طلاق، از: مفتی محمد نظام الدین رضوی مصباحی۔ ④ تین طلاق کی شرعی حیثیت، از: مولانا لیٰسین اختر مصباحی۔ ⑤ طلاق کیوں؟ از: مولانا عبدالحنان رضوی مصباحی۔ ⑥ طلاق اور ہمارا معاشرہ، از: مولانا صابر رضا رہبر مصباحی۔ ⑦ طلاق اور ہمارا معاشرہ، از: مولانا اختر حسین فیضی مصباحی۔

یہ مضمون ماہنامہ اشرفیہ,مبارکپور,انڈیا (اکتوبر 2011) سے لیا گیا ہے